Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

کتاب نمبر5:

VOL. 4

"قدیم کلیسائی نظام جو رومن کیتھولک پوپ کے جبر سے مکمل طور پر بگڑ گیا"

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Reformed by TRUTH

Covenant God-Covenant People

Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

Reformed by TRUTH

Covenant God-Covenant People

Translated
By
Suleman Shahzad
(MIB-France, M.Div (Continue)-USA)
Reformed by TRUTH

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only.

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

cc BY NC SA Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International

NOT FOR SALE

Urdu Edition 2026

Copyright © Reformed by TRUTH

www.Reformedbytruth.com

کتاب 5

"قدیم کلیسائی نظام جو رومن کیتھولک پوپ کے جبر سے مکمل طور پر بگڑ گیا"

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Not For Sale

فہرستِ مضامین

مصنف کا تعارف:
مترجم کی تمہید:

حصہ 1: نااہل لوگوں کو بغیر عوام کی رائے کے مقرر کرنا 1–3:
باب 1: بشپ کے عہدے کے تقاضوں کو شرمناک طور پر نظر انداز کرنا۔
باب 2: جماعت کو اپنے بشپ کے انتخاب کے حق سے محروم کرنا۔
باب 3: غفلت کی وجہ سے بادشاہوں کی مداخلت کے بارے میں۔
حصہ 2: کلیسائی عہدوں کی دستگذاری (Ordination) میں پایا جانے والا بگاڑ، 4–7:
باب 4: پریسبیٹری "(کاہن/پادری)" اور ڈیکن کی دستگذاری میں بگاڑ۔
باب 5: دستگذاری (Ordination) کی رسم کے بگاڑ کے بارے میں۔
باب 6: اپنے انفرادی فوائد کے لیے (بینیفسز) کلیسائی عہدوں کے استعمال کی حقیقت۔
باب 7: کلیسائی عہدوں میں وحشیانہ بگاڑ کے بارے میں۔
حصہ 3: رومن کیتھولک راہب (کاہنوں)، اہلِ کینون (کلیسائی قوانین کے عہدیدار) اور دوسرے کلیسائی عہدہ رکھنے والوں کی غفلت اور سستی، 8–10:
باب 8: راہبوں کو "پریسبٹری (پاسبان/پادری/فادر)" کے طور پر مقرر کرنا۔
باب 9: وظیفہ دار اور تنخواہ دار فادر (پاسبان)۔
باب 10: کلیسائی عہدوں کے بہانے۔
حصہ 4: بشپ، فادر اور ڈیکنز میں بدعنوانی اور لالچ کا راج 11-19:
باب 11: بشپ اور پیرش کے فادر کے بارے میں۔
باب 12: اِس بگاڑ کی ابتدائی حالت: گریگوری اور برنارڈ۔
باب 13: پاپائی نظام کے دعوے اور حقیقت کے بارے میں۔
باب 14: فادروں کی اخلاقی حالت کے بارے میں۔
باب 15: پاپائی کلیسیا کے دییکن کی حالت کے بارے میں۔
باب 16: پاپائی کلیسائی آمدنی کی تقسیم کے بارے میں۔
باب 17: کلیسیا کی جھوٹی اور سچی شان کے بارے میں۔
باب 18: کلیسیا کے مال و دولت کا غلط اور درست استعمال کے بارے میں۔
باب 19: کلیسائی عہدہ داروں کی جائیداد اور اختیار کے بارے میں۔

مصنف کا تعارف:

جان کیلون (1509–1564) ایک عظیم فرانسیسی مسیحی عالم اور اصلاحی پروٹسٹنٹ کلیسیا کے اہم ستونوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے اپنی پوری زندگی خدا کے کلام کی خدمت اور کلیسیا کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ کمزور صحت اور شدید مخالفت کے باوجود، اُس کی مسلسل محنت، دُعا اور علمی بصیرت نے جنیوا (Geneva) کو اصلاحی پروٹسٹنٹ ایمان کا مرکز بنایا اور پورے یورپ پر دیرپا اثر ڈالا۔

اُن کی شہرۂ آفاق تصنیف "مسیحی مذہب کی تعلیمات" (Institutes of the Christian Religion)، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی بار 1536ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب مسیحی عقائد کو آسان، منظم اور بائبلی انداز میں پیش کرنے کے لیے لکھی گئی تھی تاکہ ایماندار اپنے ایمان میں مضبوط رہیں اور کلیسیا کے ساتھ وفاداری اور اتحاد میں جڑے رہیں۔

وقت کے ساتھ یہ کتاب مزید وسعت پاتی گئی اور آج بھی اصلاحی پروٹسٹنٹ مسیحیت کی ایک بنیادی اور معتبر دستاویز کے طور پر سمجھی جاتی ہے، جو ایمان، فہم اور روحانی وفاداری کی روشن مثال پیش کرتی ہے۔

مترجم کی تمہید:

میں خداوند کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے یہ فضل بخشا کہ میں جان کیلون کی اِس اہم تعلیم کا سادہ اُردو میں ترجمہ کر سکوں۔ میری دُعا ہے کہ یہ ترجمہ کلیسیا کے خادمین، طالبِ علموں اور تمام ایمانداروں کے لیے فائدہ مند ثابت ہو، تاکہ وہ کلیسیا کی خدمت، بلاہٹ اور نظام کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

(اگر اس ترجمہ میں کہیں کوئی کمی یا غلطی رہ گئی ہو تو وہ میری کمزوری ہے، اور میں عاجزی سے قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کی نشاندہی کریں۔) میری دُعا ہے کہ خداوند اِس مختصر خدمت کو اپنی کلیسیا کی بھلائی اور اپنے نام کے جلال کے لیے استعمال کرے۔ آمین۔

(یہ ترجمہ ہنرِی بیورِج (Henry Beveridge) کی انگریزی ترجمانی سے ماخوذ ہے، جو پہلی مرتبہ 1845ء میں شائع ہوا تھا۔ نیز الٰہیاتی اصطلاحات کی بہتر تفہیم اور درست مفہوم کی ادائیگی کے لیے ابتدائی فرانسیسی ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

یہ مختصر کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے:

1۔ پوپ کی حکومت میں جنہیں روحانی خدمت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، اُن کا کردار اور اُن کی دستگذاری(Ordination) کی بنیاد۔ (سیکشن 1-7)

2۔ منتخب لوگ اپنے عہدے کی ذمہ داریاں کس حد تک انجام دیتے ہیں۔ (سیکشن 8-19)

(نااہل لوگوں کو بغیر عوام کی رائے کے مقرر کرنا 1–3)

1۔ بشپ کے عہدے کے تقاضوں کو شرمناک طور پر نظر انداز کرنا:

اب مناسب ہے کہ ہم قاری کے سامنے اُس کلیسائی حکومتی نظام کو رکھیں جو رومی کلیسیا اور اُس کے پیروکاروں میں رائج ہے، اور اُس پورے نظامِ مراتب (ہائیرارکی) کو بھی دیکھیں جس کا وہ ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں۔ پھر اس کا موازنہ اُس بیان سے کریں جو ہم نے ابتدائی اور قدیم کلیسیا کے بارے میں کیا ہے، تاکہ یہ فرق صاف ظاہر ہو جائے کہ وہ لوگ کس طرح کی کلیسیا رکھتے ہیں جو صرف نام کے سہارے اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہیں اور اسی کو ہمارے خلاف کافی دلیل سمجھتے ہیں۔

سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم بلائے جانے کے عمل سے آغاز کریں، تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ خدمت کے لیے کن لوگوں کو بلایا جاتا ہے، اُن کا کردار کیا ہوتا ہے اور کن بنیادوں پر اُن کی دستگذاری کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ وہ اپنے عہدے کی ذمہ داریوں کو کس حد تک وفاداری سے پورا کرتے ہیں۔ ہم اس موضوع میں سب سے پہلے بشپس کا ذکر کریں گے۔ کاش کہ وہ اس گفتگو میں واقعی پہلے درجے کے احترام کے مستحق ہوتے ! لیکن حقیقت یہ ہے

کہ اِس موضوع کو ہلکے طور پر بھی چھیڑا جائے تو اُن کی بدنامی ظاہر ہو جاتی ہے۔ پھر بھی مجھے یاد رکھنا چاہیے کہ میں کس قسم کی تحریر لکھ رہا ہوں۔ میرا مقصد سادہ تعلیم دینا ہے، اس لیے میری گفتگو اپنی حد سے آگے نہیں بڑھنی چاہیے۔ لیکن اُن میں سے جو لوگ ابھی تک کچھ حیا رکھتے ہیں، وہ خود بتائیں کہ آج کل کس قسم کے لوگ بشپ منتخب کیے جا رہے ہیں؟

تعلیم اور عقیدہ کی جانچ کو تو پُرانا طریقہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر کبھی عقیدہ اور تعلیم کا خیال بھی کیا جائے تو ایسے شخص کو منتخب کیا جاتا ہے جو قانون دان ہو، جو عدالت میں بحث کرنے میں زیادہ ماہر ہو لیکن کلیسیا میں منادی کرنے کے قابل نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ پچھلے سو سالوں میں شاید مشکل سے ہی سو میں سے کوئی ایک شخص ایسا ملے گا جو مقدس تعلیم سے اچھی طرح واقف ہو کر بشپ منتخب ہوا ہو۔ میں پچھلے زمانوں کو تنقید کا نشانہ نہیں بنا رہا کیونکہ وہ بہت بہتر تھے، اور اس لیے کہ یہاں ہماری گفتگو صرف موجودہ کلیسیا کے بارے میں ہے۔

اگر ہم اخلاقیات کے بارے میں تحقیق کریں تو ہمیں بہت کم، بلکہ شاید ہی کوئی ایسا شخص ملے جسے قدیم کلیسائی قوانین کے مطابق اس عہدے کے لیے مناسب سمجھا جاتا۔

اگر کوئی شرابی نہیں، تو وہ زانی تھا۔ اگر کوئی اس گناہ سے بچا ہوا تھا تو وہ جوا کھیلنے والا، کھیل تماشوں میں پڑا رہنے والا، یا کسی اور طرح بدکردار زندگی گزارنے والا تھا۔ حالانکہ قدیم کلیسائی قوانین کے مطابق اس سے بھی ہلکے گناہ انسان کو بشپ کے عہدے سے محروم کر دیتے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ کبھی کبھی دس سال سے بھی کم عمر کے لڑکوں کو پوپ کی اجازت سے بشپ بنا دیا جاتا ہے۔ وہ اس قدر بے شرمی اور بے عقلی تک پہنچ گئے ہیں کہ اس انتہائی اور عجیب ظلم سے بھی نہیں ڈرتے، حالانکہ یہ بات انسانی فطرت کے بھی خلاف ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب اِس قدر بڑی غفلت موجود تھی تو اس طرح کے انتخابات کس قسم کے ہوتے ہوں گے۔

2۔ جماعت کو اپنے بشپ کے انتخاب کے حق سے محروم کرنا:

پھر انتخاب کے معاملے میں لوگوں سے اُن کا پورا حق چھین لیا گیا ہے۔ وعدے، رضامندیاں، دستخط اور اس طرح کی تمام چیزیں ختم ہو گئی ہیں۔ اب سارا اختیار صرف اہلِ کینون (کلیسائی عہدیداروں) کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے وہ جسے چاہیں بشپ بنا دیتے ہیں۔ پھر بعد میں اُسے لوگوں کے سامنے لایا جاتا ہے، لیکن اس لیے نہیں کہ لوگ اُس کا جائزہ لیں بلکہ صرف اس لیے کہ وہ اُسے قبول کریں۔

لیکن لیو اس طریقے کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی درست وجہ نہیں ہے، بلکہ یہ زبردستی مسلط کرنا ہے (Leo, Ep. 90, cap. 2)۔ اسی طرح سائپرین کہتا ہے کہ انتخاب عوام کی رائے کے بغیر نہیں ہونا چاہیے، اور جو طریقہ اس کے خلاف ہو وہ خدا کے کلام کے خلاف ہے۔ بہت سی کلیسائی کونسلوں کے فیصلے بھی سختی سے یہ حکم دیتے ہیں کہ انتخاب اِسی طرح ہونا چاہیے، اور اگر اِس کے خلاف ہو تو اُسے باطل سمجھا جائے۔

اگر یہ بات درست ہے تو آج کے پورے پاپائی نظام میں ایک بھی ایسا انتخاب نہیں جو خدا کے کلام (قانون) یا کلیسیا کے قانون کے مطابق ہو۔ اگر اس میں اور کوئی برائی نہ بھی ہو، تب بھی وہ کیا عذر پیش کریں گے کہ اُنہوں نے کلیسیا سے اُس کا حق چھین لیا؟ وہ کہتے ہیں کہ زمانے کے بگاڑ کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا، کیونکہ بشپ کے انتخاب میں لوگ اور حاکم اکثر حق اور درست فیصلے کی بجائے بدعنوانی اور گروہ بندی سے کام لیتے تھے، اس لیے فیصلہ چند لوگوں تک محدود کر دیا گیا۔ فرض کریں کہ انتہائی مشکل حالات میں یہ آخری حل تھا۔ لیکن جب یہ علاج بیماری سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوا تو پھر اِس نئے بگاڑ کا علاج کیوں نہ کیا گیا؟

وہ کہتے ہیں کہ اہلِ کینون (کلیسائی عہدیداروں) کے لیے سخت قوانین مقرر کیے گئے ہیں۔ لیکن کیا اِس میں شک ہو سکتا ہے کہ قدیم زمانے میں جب لوگ بشپ کے انتخاب کے لیے جمع ہوتے تھے تو اُنہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ مقدس قوانین کے پابند ہیں، کیونکہ خدا کے کلام نے اُن کے لیے اصول مقرر کیے تھے؟ خدا کے کلام کا وہ ایک حکم جس میں بشپ کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ بے الزام ہو، تعلیم دینے کے قابل ہو، جھگڑالو نہ ہو وغیرہ (1 تیمتھیس 2:3)، دس ہزار کلیسائی قوانین سے بھی زیادہ اہم ہونا چاہیے تھا۔

لیکن بُری خواہشات کے باعث لوگوں نے کلام مقدس کے واضح حکم اور انصاف کی پروا نہ کی۔ آج بھی یہی حال ہے۔ بہت اچھے قوانین بنائے گئے ہیں، لیکن وہ صرف کتابوں میں لکھے رہ گئے ہیں۔

اسی دوران، عمومی اور رائج طریقہ کار یہ ہے، (جو تقریباً منظم طور پر جاری رکھا گیا ہے) کہ شرابی، زناکار، اور جواری لوگوں کو اِس عہدے پر مقرر کر دیا جاتا ہے۔ بشپ کے عہدے زناکاروں اور بدکاروں کو انعام کے طور پر دیے جاتے ہیں؛ اور جب یہ عہدے شکاریوں اور دُکانداروں کو دیے جائیں، تو بھی اِسے سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ایسی بری حرکتوں کا دفاع کرنا خود بہت بڑی بدی ہے۔

لوگوں کے لیے خدا کے کلام نے ایک بہترین اصول مقرر کیا تھا، یعنی یہ کہ بشپ بے الزام ہو، تعلیم دینے کے قابل ہو اور جھگڑالو نہ ہو (1 تیمتھیس 2:3)۔ پھر انتخاب کا اختیار لوگوں سے لے کر اُن چند لوگوں کو کیوں دے دیا گیا؟ صرف اس لیے کہ لوگوں کے جھگڑوں اور گروہ بندیوں میں خدا کے کلام کی آواز نہیں سنی جاتی تھی۔ لیکن پھر آج کیوں یہ اختیار اُن لوگوں سے نہیں لے لیا جاتا جو نہ صرف تمام قوانین کو توڑتے ہیں بلکہ شرم کو چھوڑ کر اپنی شہوت، لالچ اور عزت کی خواہش کے پیچھے چلتے ہوئے انسانی اور الٰہی باتوں کو آپس میں ملا کر بگاڑ دیتے ہیں؟

3۔ غفلت کی وجہ سے بادشاہوں کی مداخلت:

یہ بات درست نہیں ہے کہ یہ طریقہ کسی علاج کے طور پر بنایا گیا تھا۔ ہم خود پڑھتے ہیں کہ قدیم زمانے میں جب بشپس کا انتخاب ہوتا تھا تو شہروں میں اکثر ہنگامے بھی ہو جاتے تھے، لیکن اس کے باوجود کسی نے بھی یہ نہیں سوچا کہ لوگوں کو اُن کے حق سے محروم کر دیا جائے۔ کیونکہ اُس وقت اُن کے پاس دوسرے طریقے موجود تھے جن سے وہ یا تو اِس خرابی کو روک سکتے تھے یا اگر یہ ہو جائے تو اِسے درست کر سکتے تھے۔

میں اس بات کو جیسا ہے ویسا ہی بیان کرتا ہوں۔

جب لوگوں نے اپنے انتخاب کے حق کو استعمال کرنے میں لاپرواہی شروع کر دی اور یہ کام، جو اُنہیں کم اہم لگتا تھا، پریسبیٹرز (کلیسائی بزرگوں) کے حوالے کر دیا، تو اُنہوں نے اِس موقع کا پورا فائدہ اُٹھایا اور آہستہ آہستہ اپنا اختیار قائم کر لیا۔ بعد میں اُنہوں نے نئے قوانین بنا کر اِسی اختیار کو مضبوط کیا۔ اب دستگذاری (Ordination) صرف ایک ظاہری رسم بن کر رہ گئی ہے۔ کیونکہ جس امتحان کا وہ دِکھاوا کرتے ہیں وہ اتنا کھوکھلا اور معمولی ہے کہ اُس میں حقیقی جانچ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد جب بادشاہوں نے رومی پوپوں کے ساتھ مل کر اپنے لیے بشپس کو نامزد کرنے کا حق حاصل کر لیا، تو کلیسیا کو کوئی نیا نقصان نہیں پہنچا، کیونکہ اہلِ کینون (کلیسائی عہدیداروں) سے صرف وہ اختیار لیا گیا تھا جو اُنہوں نے بغیر حق کے یا چپکے سے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔

بلاشبہ اس سے زیادہ شرمناک بات کوئی نہیں کہ بشپس حکومتی عدالتوں سے بھیجے جائیں تاکہ وہ کلیسیاؤں پر قبضہ کریں۔ دیندار حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اس طرح کی خرابی سے باز رہیں۔ کیونکہ جب کسی جماعت پر ایسا بشپ مسلط کیا جائے جسے اُنہوں نے نہ مانگا ہو اور نہ ہی آزادانہ طور پر قبول کیا ہو تو یہ کلیسیا کی بڑی بے حرمتی ہے۔ لیکن چونکہ کلیسیاؤں میں یہ بے ترتیب طریقہ بہت عرصے سے جاری تھا، اس لیے بادشاہوں کو موقع ملا کہ وہ خود بشپس مقرر کرنے کا حق اپنے

ہاتھ میں لے لیں۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ اختیار اُنہی کے پاس ہو، نہ کہ اُن لوگوں کے پاس جن کے پاس اِس کا کوئی بہتر حق نہیں تھا اور جو اِس کا غلط استعمال بھی کر رہے تھے۔

(کلیسائی عہدوں کی دستگذاری (Ordination) میں پایا جانے والا بگاڑ، 4–7)

4۔ پریسبیٹری "(کاہن/ پادری)" اور ڈیکن کی دستگذاری میں بگاڑ:

یہ وہ مشہور "بلایا جانا" ہے جس کے بارے میں بشپس (کاہن/پادری) فخر کرتے ہیں کہ وہ رسولوں کے جانشین ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف وہی درست طور پر پریسبیٹری مقرر کر سکتے ہیں۔ لیکن اس معاملے میں وہ قدیم طریقہ کو بہت بُری طرح بگاڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی دستگذاری کے ذریعے لوگوں کی رہنمائی اور نگہبانی کے لیے پریسبیٹری مقرر نہیں کرتے، بلکہ ایسے کاہن مقرر کرتے ہیں جو قربانی پیش کریں۔

اسی طرح جب وہ ڈیکن مقرر کرتے ہیں تو وہ اِس کے اصل اور صحیح کام کی کوئی پروا نہیں کرتے، بلکہ اُنہیں صرف چند رسومات کے لیے مقرر کرتے ہیں جو پیالہ اور تھالی (عشائے ربانی کی روٹی اور مے) سے متعلق ہوتی ہیں۔

لیکن اس کے برعکس چالسیڈونی کی کونسل میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ کسی کی بھی بغیر کسی خاص جگہ مقرر کیے دستگذاری نہ کی جائے۔ یعنی جس شخص کو مقرر کیا جائے اُسے وہ جگہ بھی دی جائے جہاں وہ اپنا کام انجام دے۔ یہ فیصلہ دو وجہوں سے بہت فائدہ مند تھا۔ پہلی وجہ یہ کہ کلیسیاؤں پر غیر ضروری خرچ کا بوجھ نہ پڑے اور بےکار لوگوں کو وہ چیز نہ دی جائے جو غریبوں کو ملنی چاہیے۔ دوسری وجہ یہ کہ جو لوگ مقرر کیے جائیں وہ سمجھیں کہ اُنہیں صرف عزت کے عہدے پر نہیں بٹھایا گیا بلکہ اُنہیں ایک ذمہ داری بھی دی گئی ہے جسے اُنہیں وفاداری سے پورا کرنا ہے۔ لیکن رومی حکام (جو مذہب میں کسی چیز کی فکر نہیں کرتے سوائے اپنے پیٹ کے) اِس کے برعکس سمجھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک

سب سے اہم بات یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس اپنے گُزر بسر کے لیے کافی آمدنی ہو، چاہے وہ اِس کی اپنی جائیداد سے آئی ہو یا کسی کا ھنانہ عہدے سے۔

اسی لیے جب وہ پریسبیٹری یا ڈیکن کو مقرر کرتے ہیں تو اس بات کی فکر نہیں کرتے کہ وہ کہاں خدمت کریں گے۔ وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ مقرر ہونے والا شخص اتنا مالدار ہو کہ اپنا گُزر بسر خود کر سکے۔ لیکن کون یہ مان سکتا ہے کہ (چالسیڈونی) کونسل کے فیصلے میں جس چیز کو ضروری قرار دیا گیا تھا، اُس سے مُراد صرف سالانہ آمدنی تھی؟ پھر جب بعد کے قوانین میں یہ حکم دیا گیا کہ اگر کوئی بشپ کسی ایسے شخص کو مقرر کرے جس کے لیے مناسب جگہ مقرر نہ ہو تو اُس بشپ کو اُس کے گُزر بسر کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے، تاکہ اُس آسانی سے ہونے والی دستگذاری کو روکا جا سکے، تو اِس سزا سے بچنے کے لیے ایک اور طریقہ نکال لیا گیا۔ جو شخص مقرر کیا جاتا ہے وہ یہ وعدہ کر لیتا ہے کہ (مقرر ہوتے وقت) جو بھی عنوان (عہدہ) اُسے دیا جائے گا وہ اُسی پر راضی رہے گا۔ اس طرح وہ بعد میں اپنے گُزر بسر کے لیے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔

میں یہاں اُن ہزاروں دُھوکوں کا ذِکر بھی نہیں کرتا جو اِس معاملے میں کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنہیں کسی کلیسائی عہدے کا حق حاصل ہے حالانکہ اس سے اُنہیں ایک پیسہ بھی نہیں ملتا۔ اور کچھ لوگ خفیہ معاہدے کے ذریعے عارضی عہدہ لیتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ اِسے فوراً واپس کر دیں گے، لیکن کبھی کبھی ایسا نہیں کرتے۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے پوشیدہ طریقے ہیں۔

5۔ دستگذاری (Ordination) کی رسم کا بگاڑ:

اگرچہ اِن بڑی بڑی خرابیوں میں سے کچھ دُور بھی کر دی جائیں، پھر بھی یہ بات ہر حال میں عجیب ہے کہ کسی پریسبیٹر ی کو بغیر کسی خاص جگہ دیے مقرر کیا جائے۔ کیونکہ جب وہ دستگذاری کرتے ہیں تو مقصد صرف قربانی پیش کرنا ہوتا

ہے۔ لیکن اصل اور درست دستگذاری یہ ہے کہ پریسبیٹری (پادری) کو کلیسیا کی رہنمائی اور انتظام کے لیے مقرر کیا جائے، جبکہ ڈیکن کو غریبوں کی مدد اور خیرات کی ذمہ داری دی جائے۔

یہ سچ ہے کہ اِس کام کو بڑا دِکھانے کے لیے بہت سی شاندار رسومات کی جاتی ہیں، تاکہ سادہ لوگ اِن سے متاثر ہوں۔ لیکن سمجھدار لوگوں پر اِن ظاہری چیزوں کا کیا اثر ہو سکتا ہے، جب اِن کے پیچھے کوئی سچی اور مضبوط بات موجود ہی نہ ہو؟ انہوں نے کچھ رسومات یہودیت سے لے لی ہیں اور کچھ خود بنا لی ہیں۔ بہتر یہ ہوتا کہ وہ اِن سب سے پرہیز کرتے۔ جہاں تک امتحان کا تعلق ہے (کیونکہ جو تھوڑا سا باقی رکھا گیا ہے وہ صرف نام کا ہے)، لوگوں کی رضامندی یا دوسری ضروری باتوں کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ یہاں "نام کا" سے مراد وہ فضول حرکتیں اور اِشارے ہیں جو پُرانے زمانے کی نقل میں بے معنی طریقے سے کیے جاتے ہیں۔

بشپس کے نگران ہوتے ہیں جو دستگذاری سے پہلے تعلیم اور عقیدہ کی جانچ کرتے ہیں۔ لیکن یہ جانچ کیا ہوتی ہے؟ صرف یہ کہ کیا وہ اپنی مِسَل (رومن کیتھولک ماس کی کتاب) پڑھ سکتے ہیں، یا کیا وہ مطالعہ میں آنے والے کسی عام اسم کی حالتیں بدل سکتے ہیں، یا کسی فعل کی صرف و نحو بتا سکتے ہیں، یا کسی ایک لفظ کا مطلب بیان کر سکتے ہیں؟۔ کیونکہ اُن کے نزدیک ایک پورے جملے کا مطلب بتانا بھی ضروری نہیں۔ اور اگر کوئی اِن چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی کمزور ہو تو بھی اُسے رد نہیں کیا جاتا، بشرطیکہ وہ پیسہ یا اثر و رسوخ کی سفارش لے آئے۔

اسی طرح ایک اور رسم ہے کہ جب مقرر ہونے والے لوگوں کو قربان گاہ کے پاس لایا جاتا ہے تو تین بار دھیمی اور غیر واضح آواز میں یہ سوال کیا جاتا ہے "کیا یہ اس عزت کے لائق ہیں؟" پھر ایک شخص (جس نے اُنہیں کبھی دیکھا بھی نہیں ہوتا لیکن رسم پوری کرنے کے لیے وہاں موجود ہوتا ہے) جواب دیتا ہے "یہ لائق ہیں۔" اِن بزرگوں پر اس کے سوا اور کیا الزام لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ایسی بے حرمتی بھری حرکتوں کے ذریعے بے شرمی سے خدا اور انسان

دونوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ بہت عرصے سے یہ کام کرتے آ رہے ہیں، اس لیے اب وہ سمجھتے ہیں کہ اُنہیں اس کا قانونی حق حاصل ہو گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اِن واضح اور بڑی برائیوں کے خلاف آواز اُٹھانے کی ہمت کرے تو اُسے فوراً سخت سزا کے مقدمے میں گھسیٹ لیا جاتا ہے، جیسے قدیم زمانے میں سیریس (Ceres) کے بھید ظاہر کرنے والے کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ اگر وہ واقعی خدا پر ایمان رکھتے ہوتے تو کیا وہ اس طرح کا برتاؤ کرتے؟

6۔ اپنے انفرادی فوائد کے لیے (بینیفِسز) کلیسائی عہدوں کے استعمال کی حقیقت:

پھر جب کلیسائی عہدے دیے جاتے ہیں (جو پہلے دستگذاری کے ساتھ ہی دیے جاتے تھے لیکن اب اس سے بالکل الگ ہو گئے ہیں) تو وہ اس معاملے کو کس قدر بہتر طریقے سے انجام دیتے ہیں؟ وہ اس کے لیے بہت سی دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ اب صرف بشپس ہی کاہنوں (پادریوں) کے عہدے نہیں دیتے۔ بلکہ کئی دوسرے لوگوں کو بھی کسی شخص کو نامزد کرنے کا حق ہوتا ہے، جبکہ بشپس کے پاس صرف نام کا اختیار رہ جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اسکولوں کی طرف سے نامزدگیاں، استعفیٰ، عہدوں کا آپس میں تبادلہ، سفارش نامے، پیشگی دستگذاریاں اور اِسی طرح کی بہت سی صورتیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ لیکن وہ سب ایسے برتاؤ کرتے ہیں کہ ایک دوسرے پر الزام نہیں لگایا جا سکتا۔

میرا دعویٰ ہے کہ آج کے پاپائی نظام میں شاید سو میں سے ایک بھی ایسا کلیسائی عہدہ نہیں ملے گا جو قدیم تعریف کے مطابق سِمونی (یعنی پیسے یا فائدے کے بدلے عہدہ دینا) کے بغیر دیا گیا ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سب لوگ ایک مقررہ قیمت دے کر عہدہ خریدتے ہیں، لیکن بیس میں سے کوئی ایک ایسا دِکھا دیں جو کسی نہ کسی غلط طریقے کے بغیر کاہن نہ بنا ہو۔ کچھ لوگ اپنے رشتہ داروں یا خاندان کی وجہ سے ترقی پاتے ہیں، کچھ کو اپنے والدین کے اثر و رسوخ سے عہدہ ملتا ہے، اور کچھ لوگ چاپلوسی کر کے یہ مقام حاصل کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ عہدے کلیسیاؤں کی خدمت کے لیے نہیں دیے جاتے بلکہ اُن لوگوں کے فائدے کے لیے دیے جاتے ہیں جو اُنہیں حاصل کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ اُنہیں بینیفِسز (فائدے والے عہدے) کہتے ہیں، اور اس نام سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ اِنہیں صرف انعام سمجھتے ہیں جن کے ذریعے حکمران اپنے پسندیدہ لوگوں کو خوش کرتے یا اُن کی خدمات کا بدلہ دیتے ہیں۔ میں اس بات کا ذکر بھی نہیں کرتا کہ کبھی کبھی یہ عہدے حجاموں، باورچیوں، نوکروں اور اسی طرح کے لوگوں کو بھی دے دیے جاتے ہیں۔

آج کل عدالتوں میں سب سے زیادہ شور اِنہی مقدموں پر ہوتا ہے جو کاہنانہ عہدوں کے بارے میں ہوتے ہیں، اس طرح کہ گویا یہ عہدے شکاری کتوں کے لیے شکار کی طرح رکھ دیے گئے ہوں۔ کیا یہ برداشت کیا جا سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کو چرواہے (پاسبان) کہا جائے جو کلیسیا پر اس طرح قبضہ کر لیتے ہیں جیسے کسی دشمن کے ملک پر؟ جو عدالتوں کے جھگڑوں سے اُسے حاصل کرتے ہیں؟، جو اُسے قیمت دے کر خریدتے ہیں؟، جو گھٹیا خوشامد کے ذریعے اُسے حاصل کرتے ہیں؟ یا جو ابھی بمشکل بولنے والے بچے ہوتے ہیں اور اپنے چچاؤں یا رشتہ داروں سے اُسے وراثت میں لے لیتے ہیں؟، کبھی کبھی تو ناجائز اولاد بھی اپنے باپ سے ایسے عہدے حاصل کر لیتی ہے۔

7۔ کلیسائی عہدوں میں وحشیانہ بگاڑ:

کیا عوام کی بدکاری اور بدانتظامی کبھی اتنی بھی بڑھ گئی تھی، چاہے وہ کتنے ہی خراب اور بے لگام کیوں نہ ہو گئے ہوں؟ لیکن اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ایک ہی آدمی (میں یہ نہیں کہتا کہ وہ کیسا آدمی ہوتا ہے، لیکن یقیناً ایسا شخص جو خود کو بھی سنبھال نہیں سکتا) پانچ یا چھ کلیسیاؤں کی ذمہ داری پر مقرر کر دیا جاتا ہے۔ آج کل بادشاہوں کی عدالتوں میں آپ ایسے نوجوانوں کو دیکھ سکتے ہیں جو تین مرتبہ ایبٹ، دو مرتبہ بشپ اور ایک مرتبہ آرچ بشپ بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

ہر جگہ ایسے اہلِ کینون (کلیسائی عہدیداروں) موجود ہیں جن پر پانچ، چھ یا سات کلیسیاؤں کی ذمہ داریاں ڈال دی گئی ہیں، لیکن وہ اِن میں سے ایک کی بھی واقعی دیکھ بھال نہیں کرتے۔ وہ صرف اِن کی آمدنی لینے کے لیے اِن عہدوں کو رکھتے ہیں۔ میں یہ اعتراض نہیں کرتا کہ خدا کا کلام اِس کے خلاف بلند آواز سے بولتا ہے، کیونکہ اُن کے نزدیک اب خدا کے کلام کوئی اہمیت نہیں رہی۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ بہت سی کلیسائی کونسلیں اس بددیانتی کے خلاف سخت سزا کا اعلان کرتی ہیں، کیونکہ جب اُنہیں مناسب لگے تو وہ اِن فیصلوں کو بھی بے دھڑک رد کر دیتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی بُری اور عجیب برائی ہے، جو خدا، فطرت اور کلیسیا کے صحیح انتظام کے بالکل خلاف ہے کہ ایک ہی شخص کئی کلیسیاؤں پر قابض ہو جائے، اور اُسے چرواہا (پاسبان) کہا جائے، حالانکہ اگر وہ چاہے بھی تو اپنی جماعت کے درمیان موجود نہیں رہ سکتا۔

اور پھر بھی اِن کی بے شرمی یہ ہے کہ وہ اِن بڑی خرابیوں کو کلیسیا کے نام سے چھپا دیتے ہیں تاکہ کوئی اُن پر الزام نہ لگا سکے۔ بلکہ اگر آپ چاہیں تو وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہی وہ مقدس جانشینی ہے جس پر وہ فخر کرتے ہیں، اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اِسی کی وجہ سے کلیسیا قائم ہے اور ختم نہیں ہوئی۔

(رومن کیتھولک راہب (کاہنوں)، اہلِ کینون (کلیسائی قوانین کے عہدیدار) اور دوسرے کلیسائی عہدہ رکھنے والوں کی غفلت اور سستی، 8–10)

8۔ راہبوں کو ”پریسبٹری (پاسبان/پادری/فادر)“ کے طور پر مقرر کرنا:

آیئے اب دیکھیں کہ جائز پاسبان (فادر/پادری) کے معیار کے لحاظ سے وہ اپنے کام کتنے ایمانداری سے انجام دیتے ہیں۔

کلیسیا میں منتخب کیے جانے والے پاسبانوں میں کچھ کو راہب (مونسٹِری میں رہنے والے عبادت/خدمت گزار) کہا جاتا ہے اور کچھ کو عام یا سیکولر فادر (پاسبان) کہا جاتا ہے۔ ابتدائی کلیسیا میں راہبوں کا یہ گروہ بالکل نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ کلیسیا میں ایسا عہدہ رکھنا خود راہبوں کے پیشے کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ پُرانے زمانے میں جب کسی شخص کو خانقاہ (مونسٹِری) سے کلیسائی عہدے کے لیے منتخب کیا جاتا تھا، تو وہ راہب نہیں رہتا تھا۔ اِسی لیے، گریگوری نے اپنے دور میں یہ بدعنوانی برداشت نہیں کی اور کہا کہ جو شخص ایبٹ (Abbot - خانقاہ (مونسٹِری) کا سربراہ راہب) مقرر کیا گیا ہو، اُسے کلیسائی عہدہ چھوڑ دینا چاہیے، کیونکہ ایک شخص ایک ہی وقت میں راہب اور فادر (پادری) نہیں ہو سکتا، یہ ایک دوسرے کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

اگر میں پوچھوں کہ وہ شخص کیسے اپنا کام کر سکتا ہے جسے کلیسائی قوانین نالائق قرار دیتے ہیں، تو اِن کا جواب کیا ہوگا؟ وہ انوسینٹ اور بونفیس (Innocent and Boniface) کے وہ احکامات پیش کریں گے جن میں راہبوں کو فادر (پادری) کی عزت اور اختیارات دیے گئے تھے، حالانکہ وہ اپنی خانقاہوں (مونسٹِرز) میں رہتے تھے۔ لیکن کیا یہ منطقی ہے کہ کوئی غیر تعلیم یافتہ شخص، جیسے ہی رومی کُرسی پر قبضہ کر لے، ایک لفظ سے پوری قدیم روایت بدل ڈالے؟ پُرانی اور پاکیزہ کلیسیا کے دور میں یہ ایک بڑی بے وقوفی سمجھا جاتا تھا کہ کوئی راہب فادر (پادری) کا عہدہ سنبھالے۔ اس کے بارے میں بزرگ جیروم (Jerome) کہتا ہے کہ جب وہ راہبوں کے درمیان رہتا ہے تو پاسبان (پادری) کا کام نہیں کرتا، اور خود کو عوام میں شامل کرتا ہے تاکہ پاسبان اُن کی قیادت کریں۔

لیکن اگر اُنہیں یہ حق دے بھی دیا جائے، تو وہ کون سا کام انجام دیتے ہیں؟ کچھ راہب (جو خیرات پر گزارا کرتے ہیں) تبلیغ کرتے ہیں، باقی راہب اپنے کمروں میں ماس پڑھتے یا گا کر عبادت کرتے ہیں؛ گویا ہمارے نجات دہندہ نے ایسا چاہا ہو یا پاسبان کے عہدے کی فطرت یہی اجازت دیتی ہے۔ جب بائبل مقدس واضح طور پر کہتی ہے کہ پاسبان

(فادر/پادری) کا فرض ہے کہ وہ اپنی کلیسیا کی قیادت کرے (اعمال 28:20)، تو کیا اُسے دوسرے مقصد کے لیے استعمال کرنا یا خدا کے مقدس اِدارے کو بدلنا نہایت گناہ نہیں ہے؟

کیونکہ جب اُنہیں مقرر کیا جاتا ہے، تو خاص طور پر منع بھی کیا جاتا ہے کہ وہ وہ کام نہ کریں جو خدا نے تمام پاسبانوں پر واجب قرار دیا ہے۔ اُن کی یہ روایت ہے کہ ''ایک راہب اپنی خانقاہ میں مطمئن رہے، نہ مقدس رسمیں ادا کرے، نہ کوئی عوامی عہدہ سنبھالے۔''

اگر وہ کر سکتے ہیں تو پھر اس بات سے انکار کر کے دکھائیں کہ یہ خدا کا کھلا مذاق ہے کہ کسی شخص کو پاسبان (فادر/پادری) اس لیے مقرر کیا جائے کہ وہ اپنے اصل اور سچے کام سے دور رہے، اور جس کے پاس صرف نام ہو مگر وہ حقیقت میں وہ کام کر ہی نہ سکے۔

9۔ وظیفہ دار اور تنخواہ دار فادر (پاسبان):

اب میں سیکولرز (عام) فادروں (پاسبانوں) کی بات کرتا ہوں۔ اُن میں سے کچھ وہ ہیں جن کے پاس باقاعدہ کلیسائی عہدے ہوتے ہیں اور اِنہی سے اُن کا گزارہ ہوتا ہے۔ جبکہ بعض ایسے بھی ہیں جو روزانہ کی بنیاد پر اپنی خدمت پیش کرتے ہیں، یعنی گیت گاتے ہیں یا ماس پڑھتے ہیں اور اسی کے بدلے ملنے والے معاوضے سے زندگی گزارتے ہیں۔

کچھ کلیسائی عہدوں میں لوگوں کی روحانی دیکھ بھال کی ذمہ داری ہوتی ہے، جیسے بشپ کے عہدے یا مقامی کلیسیا کے فادر (پادری)۔ جبکہ کچھ عہدے صرف اُن لوگوں کے وظیفے کے لیے ہوتے ہیں جو گیت گانے یا عبادتی رسومات ادا کرنے سے روزی کماتے ہیں، جیسے پریبینڈز (prebends)، کینزی (canonries)، پارسن-شپ (parsonships)، ڈینری (deaneries)، چپلین-شپ (chaplainships)* وغیرہ۔ اب حالات یہاں تک

بدل چکے ہیں کہ ابٹ اور پرائر جیسے عہدے بھی عام فادروں کو بلکہ بعض اوقات لڑکوں کو بھی دے دیے جاتے ہیں، اور یہ اب ایک عام رواج بن چکا ہے۔

اب اِن تنخواہ دار فادروں کو دیکھیں جو روزانہ کی بنیاد پر اپنی روٹی کماتے ہیں۔ وہ اور کیا کریں گے سوائے اس کے جو وہ کرتے ہیں؟ یعنی وہ اپنی خدمت کو صرف کمائی کا ذریعہ بنا لیتے ہیں، خاص طور پر اس لیے کہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ چونکہ وہ کھلے عام بھیک مانگنے کی ہمت نہیں کرتے، یا سمجھتے ہیں کہ اِس سے زیادہ فائدہ نہیں ہوگا، اس لیے وہ بھوکے کتوں کی طرح اِدھر اُدھر پھرتے ہیں اور اصرار کر کے لوگوں سے کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتے ہیں تاکہ اپنے پیٹ بھر سکیں۔ اگر میں یہاں یہ بیان کرنے لگوں کہ کلیسیا کے لیے یہ کتنی بڑی شرم کی بات ہے کہ پاسبان(فادر /پادری) کا عزت والا عہدہ اس حالت تک پہنچ گیا ہے، تو یہ بات کبھی ختم نہ ہو۔ اس لیے میں مختصر طور پر یہ کہتا ہوں کہ اگر پاسبان کا اصل کام (جیسا کہ خدا کا کلام سکھاتا ہے (1 کرنتھیوں 1:4) اور قدیم کلیسائی قوانین بھی کہتے ہیں) یہ ہے کہ وہ کلیسیا کی رہنمائی کرے اور مسیح کی روحانی بادشاہی کی خدمت کرے، تو وہ تمام فادر جو صرف ماس پڑھنے کو کمائی کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں نہ صرف اپنے فرض کو پورا نہیں کرتے بلکہ دراصل اُن کے پاس کوئی جائز خدمت بھی نہیں ہے۔

اُنہیں تعلیم دینے کے لیے کوئی جگہ نہیں دی جاتی، نہ ہی اُن کے پاس کوئی جماعت ہوتی ہے جس کی وہ رہنمائی کریں۔ مختصر یہ کہ اُن کے پاس صرف قربان گاہ رہ جاتی ہے جہاں وہ ماس ادا کرتے ہیں۔ اور بعد میں ہم دکھائیں گے کہ یہ قربانی/ماس خدا کے لیے نہیں بلکہ شیاطین کے لیے ہے۔(دیکھیں باب 18، سیکشن 3، 9، 14)۔

---

*پری بینڈ(**Prebend**): کلیسیا کا ایسا عہدہ جس کے ساتھ پادری کو گزارہ کے لیے وظیفہ یا آمدنی ملتی ہے۔

کینزی (Canonry): کیتھیڈرل کلیسیا میں کینن کہلانے والے پادری کا عہدہ جو عبادت اور انتظام میں حصہ لیتا ہے۔

پارسن شپ (Parsonship): مقامی کلیسیا کے پادری کا عہدہ جو جماعت کی روحانی رہنمائی کرتا ہے۔

ڈینری (Deanery): کیتھیڈرل کے ڈین کا عہدہ جو وہاں کے پادریوں اور انتظام کی نگرانی کرتا ہے۔

چپلین شپ (Chaplainship): چپلین کا عہدہ جو کسی خاص ادارے (جیسے اسکول، ہسپتال یا فوج) میں روحانی خدمت کرتا ہے۔

10۔ کلیسائی عہدوں کے بہانے:

میں یہاں غیر متعلقہ خامیوں کی بات نہیں کر رہا، بلکہ اُس اندرونی بگاڑ کی طرف اشارہ کر رہا ہوں جو اس نظام کی جڑ میں موجود ہے۔ میں ایک ایسی بات کہوں گا جو شاید اُنہیں عجیب لگے، لیکن چونکہ یہ سچ ہے اس لیے کہنا ضروری ہے کہ کینونز، ڈینز، چیپلینز، پرووسٹس، اور وہ سب لوگ جو فادر (پاسبان) کے نام پر آرام کے عہدوں پر گزارہ کرتے ہیں، سب کو ایک ہی نظر سے دیکھا جانا چاہیے۔

کیونکہ وہ کلیسیا کی کون سی حقیقی خدمت کرتے ہیں؟، خدا کے کلام کی منادی، نظم و ضبط کی نگرانی اور مقدس رسومات کی خدمت، یہ سب کام اُنہوں نے اس لیے چھوڑ دیے ہیں کہ یہ اُنہیں بوجھ لگتے ہیں۔ پھر ایسی کون سی بات باقی رہ جاتی ہے جس پر وہ فخر کریں کہ وہ سچے پاسبان ہیں؟ صرف گیت گانا اور شاندار رسومات ادا کرنا۔ لیکن اس سے اصل مقصد کیسے پورا ہوتا ہے؟ اگر وہ رواج یا پرانی روایت کا بہانہ پیش کریں، تو میں اُس تعریف کی طرف رجوع کرتا ہوں جو ہمارے خداوند نے سچے پاسبانوں کے بارے میں بیان کی ہے اور جس سے پتا چلتا ہے کہ پاسبان کو کیسا ہونا چاہیے۔ اگر وہ مسیح کے اس اصول کے تابع ہونا برداشت نہیں کرتے، تو کم از کم ابتدائی کلیسیا کی گواہی کو ہی مان لیں۔

قدیم قوانین کے مطابق بھی اِن کی حالت بہتر نہیں ہوتی۔ جو لوگ اہلِ کینون (کلیسائی عہدیدار) بن گئے ہیں، اُنہیں دراصل فادر (پاسبان/پادری) ہونا چاہیے تھا، جیسا کہ پہلے ہوا کرتے تھے، اور بشپ کے ساتھ مل کر کلیسیا کی رہنمائی کرنی چاہیے تھی۔ جو چیزیں کو وہ ڈینری یا اس جیسے نام دیتے ہیں، اُن کا کلیسیا کی حقیقی حکومت سے کوئی تعلق ہی نہیں، اور نہ ہی چیلین-شپ یا اس جیسے دوسرے ناموں کا۔ پھر اُنہیں کس حیثیت سے دیکھا جائے؟ یقیناً مسیح کا کلام اور ابتدائی کلیسیا کی عملی مثال دونوں ہی اُنہیں پاسبان (پادری) کے احترام کے لائق نہیں ٹھہراتے۔

اگرچہ وہ اپنے آپ کو پاسبان کہتے ہیں، لیکن حقیقت میں اُن کی پوری خدمت پاسبان کے اصل کام سے بالکل مختلف ہے، جیسا کہ رسولوں نے بیان کیا اور جیسا کہ ابتدائی کلیسیا میں انجام دیا جاتا تھا۔ اس لیے ایسے تمام عہدے، چاہے اُنہیں کسی بھی نام سے پکارا جائے، چونکہ یہ نئی چیزیں ہیں اور نہ خدا کے حکم سے ثابت ہیں اور نہ ہی قدیم کلیسیا کے طریقے سے، اس لیے اُنہیں کلیسیا کے اِس روحانی نظام میں جو خداوند نے خود مقرر کیا تھا، کوئی جگہ نہیں دینی چاہیے۔

سادہ الفاظ میں، چونکہ چیلین، کینن، ڈین، پرووسٹ اور اس جیسے دوسرے لوگ پاسبان کے اصل کام میں ذرا سا بھی حصہ نہیں لیتے، اس لیے اُنہیں پاسبان (فادر/پادری) کا عزت والا نام غلط طور پر استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ اس طرح مسیح کے مقدس انتظام کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

بشپ، فادر اور ڈیکنز میں بدعنوانی اور لالچ کا راج (11-19)

11. بشپ اور پیرش کے فادر (پاسبان/پادری):

اب بھی کچھ بشپ اور پیرش کے فادر موجود ہیں، میری خواہش ہے کہ وہ اپنے دفتر کی ذمہ داری نبھانے کے لیے کوشش کرتے۔ میں خوش دلی سے مان لوں گا کہ اُن کا دفتر نیک اور بہترین ہے، اگر وہ اِسے صحیح طور پر انجام دیتے۔

لیکن جب وہ اپنی کلیسیا چھوڑ دیتے ہیں اور ذمہ داری دوسروں پر ڈال دیتے ہیں، اور پھر بھی خود کو کلیسیا کا پادری (نگہبان) سمجھتے ہیں، تو یہ ایسا ہے جیسے پادری کا دفتر کچھ نہ کرنے کے لیے ہو۔

اگر کوئی سود لینے والا شخص، جو کبھی شہر سے باہر ہی نہ جائے، خود کو زمیندار یا انگور کا کاشتکار ظاہر کرے؛ یا کوئی فوجی، جو ہمیشہ میدان یا کیمپ میں رہا ہو اور کبھی کتابیں یا عدالت نہ دیکھی ہوں، خود کو وکیل کہے، تو کون اس مزاق کو قبول کرے گا؟ اس سے بھی زیادہ بے وقوفانہ وہ لوگ ہیں جو خود کو کلیسیا کے جائز فادر (پادری) کہلوانا چاہتے ہیں، لیکن دفتر کی ذمہ داری لینے سے انکار کرتے ہیں۔ بہت کم ہی لوگ ایسے ہیں جو اپنی کلیسیا کی حقیقی طور پر نگرانی کرتے ہیں۔ جبکہ زیادہ تر لوگ اپنی زندگی صرف کلیسیا کی آمدنی کھانے میں گزار دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ کبھی لوگوں کا حال چال دریافت کرنے بھی نہیں جاتے۔ کچھ سال میں ایک بار خود جاتے ہیں یا کسی نائب کو بھیج دیتے ہیں تاکہ آمدنی ضائع نہ ہو۔ جب یہ بگاڑ پہلی بار شروع ہوا تو جو لوگ اِس طرح کی چھٹی لینا چاہتے تھے وہ خاص اجازت کا بہانہ بناتے تھے، لیکن اب یہ بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی اپنی کلیسیا میں ہی رہتا ہو۔ وہ کلیسیا کو صرف ایک کھیت کی طرح سمجھتے ہیں اور اِس پر اپنے نائب مقرر کر دیتے ہیں جیسے کوئی مالک کسان یا نگران رکھتا ہے۔ لیکن یہ عقل کے خلاف ہے کہ ایسے شخص کو چرواہا کہا جائے جس نے اپنی بھیڑوں میں سے ایک کو بھی کبھی نہ دیکھا ہو۔

12۔ اس بگاڑ کی ابتدائی حالت: گریگوری اور برنارڈ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گریگوری کے زمانے میں اِس بگاڑ کے کچھ بیج موجود تھے، کیونکہ کلیسیا کے راہنما تعلیم دینے میں سستی کرنے لگے تھے۔ اس لیے وہ بڑی تلخی سے شکایت کرتا ہے کہ "دنیا کاہنوں (پادریوں) سے بھری ہوئی ہے، لیکن فصل کا کام کرنے والے بہت کم ہیں۔ ہم کاہن (پادری) کا عہدہ تو لے لیتے ہیں، مگر اِس کا کام انجام نہیں دیتے۔"

پھر وہ کہتا ہے کہ "اُن کے دل میں محبت اور ہمدردی نہیں ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ اُنہیں مالک سمجھیں، مگر وہ خود کو باپ نہیں مانتے۔ وہ فروتنی کے مقام کو چھوڑ کر اقتدار کی بلندی چاہتے ہیں۔" وہ مزید کہتا ہے کہ "اے چرواہوں! ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم مزدوری تو لے لیتے ہیں، مگر محنت نہیں کرتے۔ ہم ایک کام کا عہدہ لیتے ہیں اور دوسرا کام کرتے ہیں۔ ہم خدا کے کلام کی خدمت چھوڑ دیتے ہیں، اور یوں ہمیں سزا کے طور پر بشپ کہا جاتا ہے۔ ہمارے پاس صرف نام کی عزت اور اختیار تو ہے، پر خدمت نہیں۔"

جب گریگوری اُن لوگوں کے خلاف اتنی سخت باتیں کہتا ہے جو اپنے کام میں صرف کچھ سست تھے، تو اگر وہ یہ دیکھتا کہ بہت کم بشپ، بلکہ شاید ہی کوئی یا اور دوسرے فادروں (پادریوں) میں سے سو میں سے کوئی ایک بھی اپنی پوری زندگی میں ایک بار بھی منبر پر چڑھ کر وعظ نہیں کرتا، تو وہ کیا کہتا؟ لوگ اس حد تک اندھے ہو چکے ہیں کہ اب یہ سمجھا جاتا ہے کہ بشپ کے لیے عوام کو وعظ کرنا اُس کی شان کے خلاف ہے۔

برنارڈ کے زمانے میں حالات اور بھی خراب ہو گئے تھے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بھی اس سارے نظام پر سخت تنقید کرتا ہے۔ پھر بھی لگتا ہے کہ اُس وقت کے حالات آج کے مقابلے میں کچھ بہتر تھے۔

13۔ پاپائی نظام کے دعوے اور حقیقت:

جو شخص پاپائی نظام میں موجود کلیسائی حکومت کے پورے طریقے کو غور سے دیکھے گا، وہ پائے گا کہ یہاں لوٹ مار اِس طرح ہوتی ہے جیسے ڈاکو بغیر کسی قانون یا حد کے کھلے عام لوٹتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی بہت سی باتیں مسیح کے مقرر کیے ہوئے نظام سے بالکل مختلف بلکہ اُس کے خلاف ہیں۔ وہ قدیم کلیسیا کی رسموں اور طریقوں سے بہت دُور ہو چکی ہیں اور فطرت اور عقل دونوں کے خلاف ہیں۔ اس لیے مسیح کے نام کو استعمال کر کے اس بے ترتیب نظام کا دفاع کرنا مسیح کے ساتھ سب سے بڑی نا انصافی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ "ہم کلیسیا کے ستون، مذہب کے کاہن، مسیح کے نائب اور ایمانداروں کے سردار ہیں، کیونکہ رسولوں کا اختیار سلسلہ وار ہم تک پہنچا ہے۔" گویا وہ لکڑی کے بے جان بتوں سے بات کر رہے ہوں، کیونکہ وہ بار بار اِسی طرح کے بے معنی دعوے کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ اِس طرح فخر کرتے ہیں تو میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ اُن کا رسولوں کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ ہم یہاں کسی موروثی عزت کی بات نہیں کر رہے جو آدمی کو بغیر محنت کے مل جائے، بلکہ ہم خدا کے کلام کی منادی کے کام کی بات کر رہے ہیں جس سے وہ بہت زیادہ بھاگتے ہیں۔

اِسی طرح جب ہم کہتے ہیں کہ اُن کی حکومت دراصل مخالفِ مسیح کی آمریت ہے، تو وہ فوراً جواب دیتے ہیں کہ اُن کے قابلِ احترام کلیسائی نظام کی تعریف بہت سے مقدس اور بزرگ لوگوں نے کی ہے۔ لیکن کیا مقدس باپ دادا نے کبھی اس بے ترتیب اور اندھے نظام کے بارے میں سوچا بھی تھا جہاں اکثر بشپ ایسے جاہل لوگوں کو بنا دیا جاتا ہے جو ایمان کی بنیادی باتیں بھی نہیں جانتے، یا کبھی ایسے لڑکوں کو جو ابھی بچپن ہی سے نکلے ہوتے ہیں؟ اور اگر کوئی تھوڑا بہت پڑھا لکھا ہو بھی تو (جو کہ بہت کم ہوتا ہے) وہ بشپ کے عہدے کو صرف شان و شوکت کا لقب سمجھتا ہے۔

اِسی طرح کلیسیاؤں کے فادر بھیڑوں کی نگہبانی کا خیال اتنا ہی کم رکھتے ہیں جتنا ایک موچی کھیتی باڑی کا خیال رکھتا ہے۔ ہر چیز اِس قدر الجھ چکی ہے کہ بابل کے انتشار سے بھی زیادہ بدتر حالت پیدا ہو گئی ہے، اور اب حقیقی روحانی قیادت کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔

14۔ فادروں کی اخلاقی حالت:

اب اگر ہم اُن کے کردار کو دیکھیں تو وہ روشنی کہاں ہے جسے مسیح نے دنیا کے لیے ضروری کہا تھا؟ وہ زمین کا نمک کہاں ہے؟ وہ پاکیزگی کہاں ہے جو لوگوں کے لیے ہمیشہ ایک مثال بن سکے؟

آج کے زمانے میں کوئی بھی طبقہ عیش و عشرت، ناز و نخرے اور ہر طرح کی بے راہ روی میں اِس قدر بدنام نہیں جتنا کہ رومن کیتھولک کلیسیا کے فادر اور اُن کا نظام ہے۔ کسی اور طبقے میں دھوکہ، فریب، خیانت اور بے ایمانی سکھانے والے اِن کی نسبت اتنے ماہر نہیں ملتے، اور نہ ہی اس طرح برائی اور فساد میں کہیں اتنی مہارت اور دلیری پائی جاتی جتنی اِن میں پائی جاتی ہے۔ اِس کے علاوہ دکھاوا، غرور، لالچ اور سختی میں بھی وہ بہت زیادہ اگے ہے۔

اِن سب باتوں کی وجہ سے دنیا اِس قدر تنگ آچکی ہے کہ مجھے بڑھا چڑھا کر بات کرنے کا ڈر نہیں ہے میں صرف ایک بات کہتا ہوں جس سے وہ خود بھی انکار نہیں کر سکتے کہ بشپوں میں شاید ہی کوئی ایک ایسا ہو، اور مقامی فادروں میں سو میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں، کہ اگر قدیم کلیسیا کے قوانین کے مطابق اُن کے کردار کا فیصلہ کیا جائے تو وہ یا تو کلیسیا سے خارج نہ کیا جائے یا اپنے عہدے سے نہ ہٹایا جائے۔

یہ بات سننے میں شاید ناقابلِ یقین لگے، کیونکہ فادروں کے اخلاق کی سخت نگرانی کرنے والا پرانا نظم و ضبط اب تقریباً ختم ہو چکا ہے، لیکن حقیقت یہی ہے۔ اس لیے جو لوگ رومی کلیسیا کے جھنڈے کے تحت خدمت کرتے ہیں وہ اب اپنے پادرانہ منصب پر فخر کریں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ اُن کے پاس ہے وہ نہ مسیح سے ہے، نہ رسولوں سے، نہ مقدس باپ دادا سے اور نہ ہی ابتدائی کلیسیا کی روایت سے۔

15. پاپائی کلیسیا کے دیکن کی حالت:

اب دیکنز کو سامنے آنا چاہیے اور اپنے سب سے مقدس کام، یعنی کلیسائی مال کی تقسیم دکھانی چاہیے۔ (دیکھیں باب 19، سیکشن 32)

حالانکہ اُن کے دیکنز بالکل بھی اِس مقصد کے لیے منتخب نہیں کیے گئے ہیں، کیونکہ اُن پر صرف یہ ہدایت عائد کی گئی ہے کہ وہ قربان گاہ پر خدمات انجام دیں، انجیل پڑھیں، یا گائیں اور کچھ ایسے بے معنی اعمال کریں جن کا مجھے علم

نہیں۔ خیرات کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا، غریبوں کی دیکھ بھال کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا، اور اُن کے اس کام کے بارے میں بالکل کچھ نہیں کہا گیا جو وہ پہلے انجام دیتے تھے۔ میں خود ادارے کے بارے میں بات کر رہا ہوں؛ کیونکہ اگر ہم اُن کے عمل کو دیکھیں تو حقیقت میں اُن کا کوئی حقیقی عہدہ نہیں ہے، بلکہ یہ صرف فادر (پاسبان) بننے کی راہ میں ایک قدم ہے۔

ایک حد میں، جو لوگ ڈیکنز کی خدمات ماس میں سرانجام دیتے ہیں، قدیم روایت کی صرف ایک خالی تصویر پیش کرتے ہیں، کیونکہ وہ قربانی سے پہلے پیش کیے جانے والے نذرانے وصول کرتے ہیں۔ قدیم رواج یہ تھا کہ عشائے ربانی سے پہلے ایماندار ایک دوسرے کو چومتے اور قربان گاہ پر اپنی خیرات پیش کرتے؛ اس طرح پہلے علامت کے ذریعے اور بعد میں عملی خیرات کے ذریعے اپنی محبت کا اظہار کرتے۔ ڈیکنز، جو غریبوں کے نگران ہوتے تھے، وہ جو کچھ دیا جاتا تھا اُسے تقسیم کرنے کے لیے وصول کرتے تھے۔ اب اِن خیرات کا کچھ بھی محتاجوں تک نہیں پہنچتا، گویا یہ سب سمندر میں پھینک دی گئی ہوں۔

اس طرح یہ لوگ جھوٹے ڈیکنز کے ذریعے کلیسیا کو گمراہ کرتے ہیں۔ یقینی طور پر اِس میں نہ تو رسولوں کے دستور کی کوئی جھلک ہے اور نہ ہی قدیم رواج کی۔ جو مال تقسیم ہوتا تھا وہ بھی کہیں اور منتقل کر دیا گیا ہے اور اس طرح اس کا انتظام کیا گیا ہے کہ اس سے زیادہ غیر منظم کچھ نہیں ہو سکتا۔ جیسے ڈاکو اپنے شکار کو قتل کرنے کے بعد لوٹ مار کرتے ہیں، ویسے ہی یہ لوگ خدا کے کلام کی روشنی کو ختم کرنے کے بعد کرتے ہیں، گویا کلیسیا کو مار ڈالا ہو، جو بھی نیک کاموں کے لیے وقف کیا گیا تھا اُسے اپنے فائدے کے لیے تقسیم کرتے ہیں۔ ہر ایک جتنا لے سکتا ہے، لے لیتا ہے۔

16۔ پاپائی کلیسائی آمدنی کی تقسیم کے بارے میں:

وہ تمام قدیم طریقے جن کی ہم نے وضاحت کی ہے، نہ صرف بگاڑ دیے گئے، بلکہ مکمل طور پر چھپائے اور ختم کر دیے گئے ہیں۔ لوٹ کا سب سے بڑا حصہ اِس وقت بشپ اور شہر کے فادروں کے حصے میں گیا ہے، جنہوں نے اِس طرح خود کو مالدار بنایا اور پھر وہ اہلِ کینون (کلیسائی قوانین کے عہدیدار) بن گئے۔ اس بات سے ظاہر ہے کہ تقسیم صرف ایک بےترتیب کشمکش تھی، کیونکہ آج تک وہ تناسب کے بارے میں مقدمات لڑ رہے ہیں۔

اب فیصلہ جو بھی ہوا، اِس کے مطابق کلیسیا کے تمام مال میں سے ایک پیسہ بھی محتاجوں کو نہیں گیا، حالانکہ کم از کم آدھا اُن کا تھا۔ کلیسائی قوانین واضح طور پر ایک چوتھائی حصہ اُن کو دیتے ہیں، اور باقی چوتھائی حصہ بشپ کو دیتے ہیں تاکہ وہ اُسے مہمان نوازی اور دیگر نیک کاموں میں استعمال کریں۔ میں یہاں یہ نہیں سیکھا رہا کہ فادروں کو اپنے حصے کے ساتھ کیا کرنا چاہیے یا اُسے کس کام میں لگانا چاہیے، کیونکہ پہلے ہی واضح کیا جا چکا ہے کہ جو مال کلیسیا، عمارتوں، اور دیگر اخراجات کے لیے مخصوص کیا گیا ہے، اُسے ضرورت کے وقت محتاجوں کو دینا چاہیے۔ اگر اُن کے دل میں خدا کے خوف کا ایک چمکتا ہوا نقطہ بھی ہوتا، تو کیا وہ برداشت کر سکتے تھے کہ اُن کا سارا کھانا اور لباس چوری، بلکہ توہینِ مذہب سے حاصل کیا گیا ہو؟

لیکن چونکہ وہ خدا کے فیصلے سے زیادہ متاثر نہیں ہوتے، لہٰذا اُنہیں کم از کم یہ تو سوچنا چاہیے کہ جن لوگوں کو وہ قائل کرنا چاہتے ہیں کہ اُن کی کلیسیا کے احکام کتنے خوبصورت اور منظم ہیں، وہ بھی سمجھدار اور عقل مند انسان ہیں۔

آخر میں وہ یہ جواب دیں کہ کیا ڈیکن کا عہدہ چوری اور لوٹ مار کے اجازت-نامے کا نام ہے؟ اگر وہ اس سے انکار کریں، تو اُنہیں یہ ماننا پڑے گا کہ اُن میں ڈیکن نام کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہی، کیونکہ کلیسائی وسائل کی ساری تقسیم کھلے عام تقدس کی توہین میں بدل دی گئی ہے۔

17۔ کلیسیا کی جھوٹی اور سچی شان کے بارے میں:

لیکن یہاں وہ ایک خوبصورت بہانہ پیش کرتے ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اس شان و شوکت سے کلیسیا کی عظمت مناسب طریقے سے برقرار رکھی گئی ہے۔ اُن کے کچھ لوگ تو اتنے بے شرم ہیں کہ کھلم کھلا فخر کرتے ہیں کہ اِسی طرح وہ پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں جن میں قدیم نبیوں نے مسیح کی بادشاہی کی شان بیان کی ہے، جہاں فادر (کاہن) شاہی لباس میں دِکھائے گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا نے اپنی کلیسیا سے یہ وعدے بے وجہ نہیں کیے تھے: "بلکہ سب بادشاہ اُس کے سامنے سرنِگوں ہوں گے۔کُل قَومیں اُس کی مُطِیع ہوں گی۔ " (زبور 11:72)
"جاگ جاگ اَے صِیُّون اپنی شَوکت سے مُلبّس ہو ! اَے یروشلِیم مُقدّس شہر اپنا خُوش نُما لِباس پہن لے ! کیونکہ آگے کو کوئی نامختُون یا ناپاک تُجھ میں کبھی داخِل نہ ہو گا۔" (یسعیاہ 1:52) "اُونٹوں کی قطاریں اور مِدیاؔن اور عیفہ کی سانڈنیاں آکر تیرے گِرد بے شُمار ہوں گی۔ وہ سب سبا سے آئیں گے اور سونا اور لُبان لائیں گے اور خُداوند کی حمد کا اِعلان کریں گے۔ قِیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی۔ نبایوؔت کے مینڈھے تیری خِدمت میں حاضِر ہوں گے۔ وہ میرے مذبح پر مقبُول ہوں گے اور مَیں اپنی شَوکت کے گھر کو جلال بخشُوں گا۔" (یسعیاہ 6:60-7)

اگر میں اِس دھوکے کو رد کرنے میں زیادہ دیر لگاؤں تو شاید بچگانہ لگے، اس لیے میں مختصر بات کرتا ہوں۔ اگر کوئی یہودی اِن آیات کو اِسی طرح غلط معنی میں استعمال کرے تو یہ لوگ اُسے کیا جواب دیں گے؟ وہ کہیں گے کہ وہ بے وقوفی کر رہا ہے، کیونکہ وہ روحانی باتوں کو دنیاوی اور جسمانی معنی میں لے رہا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ نبیوں نے زمینی چیزوں کی مثالوں کے ذریعے ہمیں اُس آسمانی جلال کی تصویر دکھائی ہے جو کلیسیا میں نظر آنی چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسولوں کے زمانے میں کلیسیا کے پاس اِن ظاہری نعمتوں کی بہتات نہیں تھی، لیکن پھر بھی سب مانتے ہیں کہ اُس وقت مسیح کی بادشاہی کی قوت سب سے زیادہ ظاہر ہوئی۔ تو پھر اِن آیات کا مطلب کیا

ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ قیمتی، بلند اور باعزت ہے وہ سب خداوند کے تابع ہونا چاہیے۔ جب کہا جاتا ہے کہ بادشاہ مسیح کے آگے جھکیں گے اور اپنے تاج اُس کے قدموں میں رکھیں گے اور اپنی دولت کلیسیا کے لیے وقف کریں گے، تو یہ بات اُس وقت سب سے زیادہ سچ ثابت ہوئی جب تھیوڈوسیس(Theodosius) نے اپنی شاہی شان چھوڑ کر عام لوگوں کی طرح خدا اور کلیسیا کے سامنے توبہ کی۔ اِسی طرح دوسرے دیندار بادشاہوں نے کلیسیا میں خالص تعلیم کو محفوظ رکھنے اور اچھے اُستادوں کی مدد کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اُس زمانے میں کاہن فضول دولت میں عیش نہیں کرتے تھے۔ اس کی گواہی اکیلیا کی کونسل(Council of Aquileia) کے اِس جملے سے ملتی ہے جس کی صدارت امبروز نے کی: "خداوند کے کاہنوں (فادروں) کی غربت باعثِ عزت ہے۔"

اُس وقت بشپس کے پاس کچھ وسائل تھے جن سے وہ چاہیں تو کلیسیا کی ظاہری شان دِکھا سکتے تھے، مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ جانتے تھے کہ چرواہوں کے لیے سب سے نامناسب بات یہ ہے کہ وہ اچھے کھانوں، قیمتی کپڑوں، بہت سے خادموں اور بڑے محلات پر فخر کریں۔ اِس کی بجائے اُنہوں نے عاجزی، سادگی بلکہ غربت کو اختیار کیا، جسے مسیح نے اپنے خادموں کے لیے پسند کیا ہے۔

18۔ کلیسیا کے مال و دولت کا غلط اور درست استعمال کے بارے میں:

مختصر طور پر ہم دوبارہ بتاتے ہیں کہ آج کل کلیسیا کے مال و دولت کی جو تقسیم، بلکہ فضول خرچی ہو رہی ہے، وہ اُس سچے ڈییکونیتی نظام سے کتنی مختلف ہے جس کی تعلیم خدا کا کلام دیتا ہے اور جس پر قدیم کلیسیا عمل کرتی تھی۔ (کتاب 1، باب 11، سیکشن 7، 13؛ کتاب 3، باب 20، سیکشن 30؛ اُوپر، باب 4، سیکشن 8)۔

میں کہتا ہوں کہ کلیسیا کی عمارتوں کو سجانے پر جو مال خرچ کیا جاتا ہے وہ غلط طریقے سے کیا جاتا ہے، اگر اِس میں وہ اعتدال نہ ہو جو مقدس چیزوں کے لیے ضروری ہے اور جس کی تعلیم رسولوں اور قدیم مقدس بزرگوں نے اپنے قول

اور عمل سے دی تھی۔ مگر آج کی کلیسیاؤں میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ جو چیز قدیم سادگی یا مناسب درمیانی حالت کے مطابق ہو، وہ بھی مسترد کر دی جاتی ہے۔ لوگوں کو صرف وہی چیز پسند ہے جس میں عیش و عشرت اور زمانے کے بگاڑ کی بو ہو۔

اسی دوران وہ زندہ ہیکلوں یعنی لوگوں کی ضرورتوں کا خیال رکھنے کی بجائے یہ گوارا کرتے ہیں کہ ہزاروں غریب مر جائیں، مگر کلیسیا کا کوئی چھوٹا سا پیالہ یا برتن بھی توڑ کر اُن کی مدد نہ کی جائے۔ میں خود سخت فیصلہ نہیں کرنا چاہتا، اس لیے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ اگر ٹولوز کے بشپ ایکسوپیریئس، یا اکاشیئس، یا امبروز جیسے لوگ زندہ ہو کر دیکھیں تو کیا کہیں گے؟ یقیناً جب غریبوں کی ضرورتیں اتنی زیادہ ہوں تو وہ اِس بات کو پسند نہ کریں گے کہ اُن کا حق چھین کر فضول کاموں میں خرچ کیا جائے۔

اگرچہ یہاں تک بھی کہ اگر کوئی غریب نہ بھی ہوں، تب بھی جن کاموں پر یہ مال خرچ کیا جا رہا ہے وہ کئی طرح سے نقصان دہ ہیں اور کسی طرح بھی فائدہ مند نہیں۔ لیکن میں انسانوں کی نہیں بلکہ مسیح کی طرف رجوع کرتا ہوں، کیونکہ یہ مال مسیح کے نام پر وقف کیا گیا ہے اور اُسی کی مرضی کے مطابق خرچ ہونا چاہیے۔ مگر وہ لوگ مسیح کے حکم کے خلاف اِس مال کو ضائع کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ مسیح کے لیے خرچ ہو رہا ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ کلیسیا کی عام آمدنی اِن خرچوں سے زیادہ کم نہیں ہوتی، کیونکہ کوئی بشپ کا عہدہ اتنا امیر نہیں، کوئی خانقاہ اتنی پیداوار والی نہیں، اور نہ ہی کوئی منصب اتنا زیادہ ہے کہ فادروں کے لالچ اور عیش پسندی کو پورا کر سکے۔ اس لیے وہ خود تو اپنا مال بچاتے ہی ہیں، ساتھ ہی لوگوں کو توہم پرستی کے ذریعے اس بات پر آمادہ بھی کرتے ہیں کہ جو مال غریبوں کو دینا چاہیے وہ کلیسیاؤں کی عمارتوں، مجسموں، قیمتی برتنوں اور مہنگے لباسوں پر خرچ کریں۔ اس طرح روزانہ کی خیرات اِسی گہرے گڑھے میں ضائع ہو جاتی ہے۔

19۔ کلیسائی عہدہ داروں کی جائیداد اور اختیار کے بارے میں:

جو آمدنی وہ زمینوں اور جائیدادوں سے حاصل کرتے ہیں، اس کے بارے میں میں وہی کہہ سکتا ہوں جو پہلے کہہ چکا ہوں، اور جو سب لوگوں کے سامنے ظاہر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کو بشپ اور ایبٹ کہا جاتا ہے وہ اس مال کو کس طرح امانت داری سے سنبھالتے ہیں۔ ایسی حالت میں کلیسیا کے صحیح نظام کو یہاں کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے؟

جن لوگوں کی زندگی سادگی، ضبط نفس، پرہیزگاری اور عاجزی کی مثال ہونی چاہیے، کیا یہ مناسب ہے کہ وہ خادمین، بادشاہوں کے ساتھ اپنے ملازمین کی تعداد، محل کی عظمت، لباس اور ضیافت کی عیش و عشرت میں مقابلہ کریں؟ خدا کا ابدی اور نہ بدلنے والا حکم یہ ہے کہ کاہن ناجائز دولت کی خواہش نہ کریں اور سادہ کھانے پر قناعت کریں۔ لیکن اِس کے برعکس وہ نہ صرف دیہات اور قلعوں پر قبضہ کرتے ہیں بلکہ بڑے بڑے صوبوں پر بھی اختیار جتاتے ہیں، بلکہ بعض اوقات سلطنت تک حاصل کر لیتے ہیں۔ اس سے زیادہ اُن کے فرض کے خلاف اور کیا ہو سکتا ہے؟

اگر وہ خدا کے کلام کو نظر انداز کرتے ہیں تو پھر وہ قدیم کلیسائی قوانین کو کیا جواب دیں گے؟ اُن قوانین میں کہا گیا ہے کہ بشپ کے لیے کلیسیا کے قریب ایک چھوٹا سا گھر، اور ایک سادہ میز اور فرنیچر ہونا چاہیے؟ (کارتھیج کی کونسل (Conc. Carth. cap. 14, 15))۔ اِسی طرح اکیلیا کی کونسل(Council of Aquileia) نے کہا تھا کہ خداوند کے کاہنوں (فادروں) کی غربت باعثِ عزت ہے۔

کلیسائی بزرگ جیروم نے نیپوٹیان کو نصیحت کی تھی کہ وہ اپنے دسترخوان پر غریبوں اور مسافروں کو جگہ دے اور مسیح کو اپنے ساتھ بطور مہمان سمجھے۔ شاید وہ اس نصیحت کو بہت سخت سمجھ کر رد کر دیں۔ لیکن جیروم نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک بشپ کی عزت اس میں ہے کہ وہ غریبوں کی ضرورت پوری کرے، اور کاہنوں (فادروں) کی شرمندگی اس میں ہے کہ وہ اپنی دولت بڑھانے کی فکر کریں۔ یہ بات وہ مان نہیں سکتے کیونکہ اس سے اُن کی بدنامی ظاہر ہو جائے گی۔

لیکن یہاں اُنہیں زیادہ سختی سے گھیرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہمارا مقصد صرف یہ دِکھانا تھا کہ کلیسائی ڈیکونیتی کا اصل اور درست نظام اُن میں بہت پہلے ہی ختم ہو چکا ہے، اور اب وہ اس منصب کو اپنی کلیسیا کی تعریف کے لیے پیش نہیں کر سکتے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے۔

The End

مزید معلومات، مسیحی کتب، پوڈکاسٹ اور آرٹیکل حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں

www.reformedbytruth.com

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only